بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN
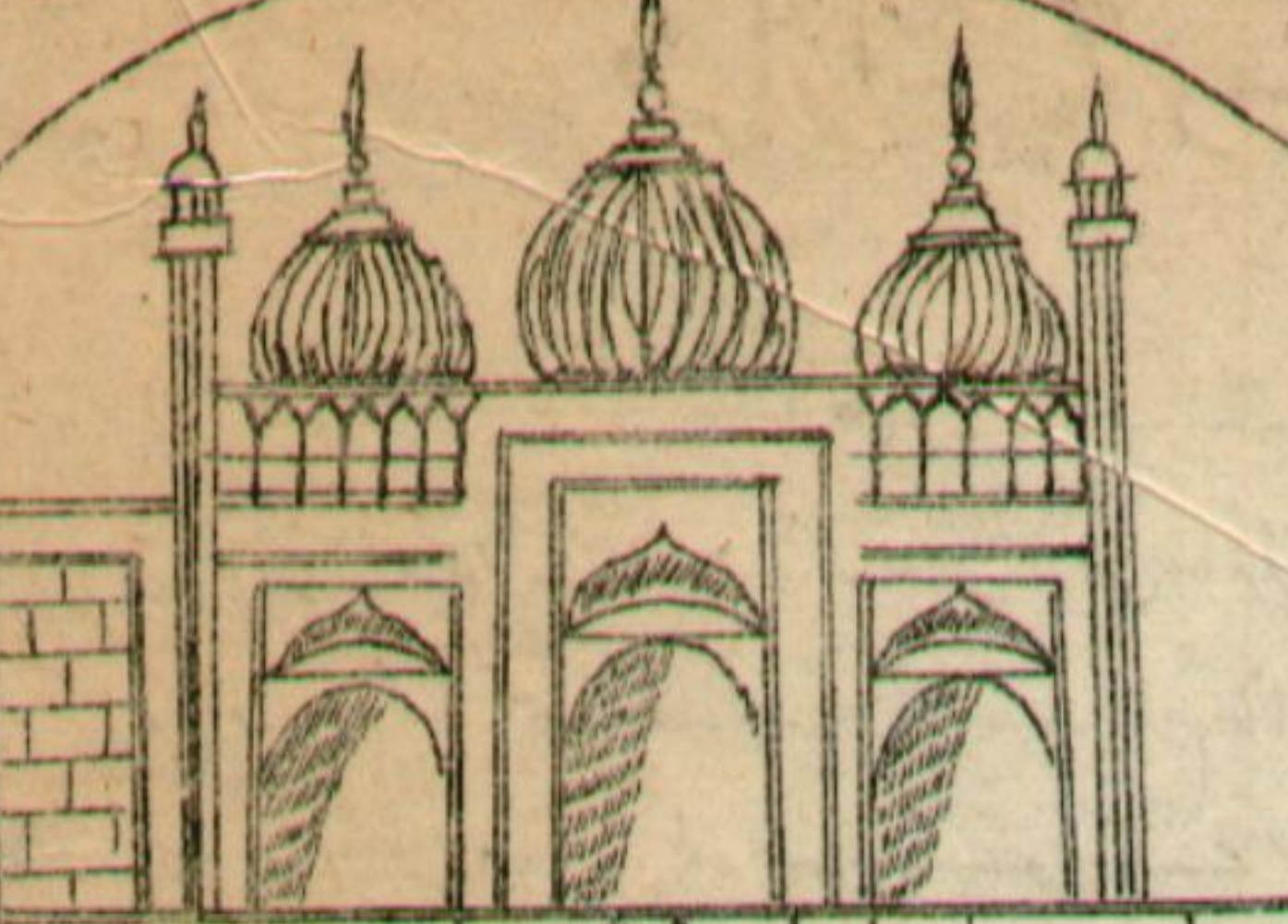
قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی ۳ ؍ بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیحِ وقت مہدی ہم مجدد بر سرِ ایں صد

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید — چار روپے پیشگی

(جلد ۱۰) ۱۲ - ربیع الاوّل ۱۳۲۹ ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ ء مطابق ۳ چیت ۱۹۶۷ (نمبر ۲۰)

بھائیو! اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفٰے پاؤ گے تم

۱۲ - ربیع الاوّل سنہ ۱۳۲۹ ھ

لاہور کے پیسہ اخبار نے جو تحریک عید میلاد کے بارے میں کی تھی کہ اس روز تمام مسلمان نہائیں دھوئیں عید منائیں اس کا ذکر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں شارع اسلام علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہیں یا جمعہ کا دن ہے۔

اس روز نہ تو مدرسہ احمدیہ (دینیات) میں تعطیل ہوئی ہے۔ نہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اس تقریب کی وجہ سے بند ہوا۔ اور نہ کوئی یہاں لکچر وغیرہ ہوا۔ یہ طرزِ عمل دوسرے احمدیوں کے لئے بمنزلہ اسوۂ حسنہ ہے۔ دراصل اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ اس پر عمل کرنے سے نہ تو امن میں خلل آتا ہے۔ نہ کوئی فساد برپا ہوتا ہے۔ میں نے کئی اخباروں میں یہ خبر پڑھ کر تعجب کیا۔ کہ امسال بارہ وفات اور ہولی دو تیوہار اکٹھے ہیں خدا خیر کرے۔ مسلمان جو کچھ بارہ وفات کے دن چراغان کرتے ہیں۔ کیا یہ کوئی اسلامی مسئلہ ہے؟

چودھواں رکن

صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں میں سے ایک ممبر کی جگہ خالی تھی کیونکہ صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب تو پریزیڈنٹ ہیں اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب امیر المومنین۔ اس لئے صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب منتخب کئے گئے۔ جو نہایت ہی قابلِ مسرت بات ہے صاحبزادہ صاحب کی طبیعت معاملہ فہم اور متین واقع ہوئی ہے اس لئے یہ ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ اللہ مبارک کرے۔

طریقِ معرفت

کسی بزرگ کا شعر ہے ؎ راہِ حق ہرگز نیابی تا نگیری چار ترک۔
ترکِ دنیا۔ ترکِ عقبیٰ۔ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک

اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک روز جو فرمایا۔ اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے مولیٰ سے ایسی محبت کرے ایسے تعلقات بڑھائے کہ دنیا جو نام ہے خواہشاتِ نفسانی کا۔ اور تتبع حرص و ہوا و رسم و رواج کا اسے ترک دے پھر یہاں تک محبت بڑھائے کہ بالفرض اگر اسے یقین دلایا جاوے۔ کہ عاقبت میں تجھے حور و قصور (جنت نہیں ملیں گے تو بھی اس کی محبت میں کچھ فرق نہ آوے بلکہ یوماً فیوماً آگے ہی بڑھتا جاوے یہاں تک کہ اگر وہ یہ بھی سُنے کہ تمہارا مولیٰ تجھے نہیں ملیگا تو بھی اس کی ہمت پست نہ ہو اور ہار کر چھوڑنے کا خیال نہ کرے بلکہ اس ترک کو بھی ترک کر دے۔

عثمان بن مظعونؓ

ایک مشرک کی حفاظت (پناہ) میں تھے آپ نے اسے کہہ دیا۔ خدا کے ہوتے تیری حفاظت کیا۔ اس کے بعد ایک دفعہ آپ نے ولید کا یہ شعر

الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ٭ و کل نعیم لا محالۃ زائل

سن کر پہلے مصرعہ پر صدقت اور دوسرے پر کذبت کہا تو ایک شخص نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارا جس سے آنکھ کو صدمہ پہونچا۔ مشرک نے کہا دیکھا میری حفاظت کا نتیجہ۔ آپ نے کہا۔ خدا کی راہ میں تو میری دوسری آنکھ بھی اسی طرح حاضر ہے مگر تمہاری ضرورت نہیں۔

پاک مذاق

بعض لوگ ہر وقت منہ بنا رہنا اپنی شانِ اتقاء کا جزوِ اعظم سمجھتے ہیں لیکن ہم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح میں پڑھتے ہیں کہ گاہے گاہے پاک مذاق آپ بھی فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کوئی بڑھیا جنت میں نہ جائیگی ایک زن پیر گھبرا اُٹھی۔ حضور نے مسکرا کر اسے بتایا کہ سب مومنہ حوریں جوان جنت الفردوس میں جائیں گی (۲) ایک دفعہ کسی نے سواری عاریۃً مانگی۔ فرمایا اونٹنی کا بچہ ہے وہ کہنے لگا کہ اس سے تو مشقت لینا ٹھیک نہیں آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد کیا۔ کیا اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے (۳) چند اصحاب جن میں حضرت ابو تراب بھی تھے جناب رسالتمآب کے ساتھ کھجوریں کھا رہے تھے آپ اپنی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے رکھتے جاتے اخیر پر فرمایا اپنے اپنے سامنے کی گٹھلیاں دیکھو تا زیادہ کھانے والے کا پتہ مل جاوے۔ جناب امیرؓ نے کہا یہ دیکھ لیا جاوے کوئی گٹھلیوں سمیت ہی تو نہیں کھا گیا ؎

حضرت خلیفۃ المسیح

پیارے مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ حضرت صاحب کی طبیعت رو بصحت ہے۔ دو روز سے پیشاب کی کثرت میں تخفیف ہے

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

(کاتبہ محمد حسین عفی عنہ)

مبارک مولود مسعود

علیکم اہل البیت

بڑی خوشی بڑی مسرت کے ساتھ اللہ جل شانہ کی حمد کرتے ہوئے یہ مبارک بادی شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت امام الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوے معلیٰ میں آج بروز پیر ۱۳ مارچ ۱۹۱۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ دنیا میں ہزاروں بچے آئے دن پیدا ہوتے ہیں مگر ہمارے لئے جو خصوصیت کے ساتھ شادمانی کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ولادتیں ان پیشگوئیوں کی ماتحت ہوتی ہیں جو کئی سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان قلم سے ملک میں بچے بچے کو سنائی جا چکی ہے اس قادر مطلق خدا نے " ادیعک ولا اجیحک واخرج منک قوما " فرمایا۔ سو اس کے مطابق ضرور تھا کہ جہاں آپ کو صالح اولاد دی۔ پھر اس اولاد کی اولاد بھی ہو۔ ہم اس تقریب پر حضرت ام المومنین علیہا السلام صاحبزادہ محمود احمد صاحب اور اون کے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب۔ پھر مکرم نواب محمد علی خان صاحب، میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور پھر حضرت امیر المومنین کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے اس بچے کو منعم علیہم گروہ سے بنائیو۔ اور وہ تمام حسنین اور سب کمالات عطا کیجیو۔ جو جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات قدسی صفات کی طفیل ان کے بروز سیدنا الموعود علیہ سلام اللہ الودود کی ذاتیہ طیبہ کے لئے مقدر و معہود ہیں۔

ولادت باسعادت نبیرۂ امام ۔ خواجۂ عالی تبار ۔ امام الانام غلام احمد

(۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ)

برخوردار شوی

(۱۳۲۹ھ)

آپ کو اے مری سرکار مبارک ہووے
غنچۂ شاخ تمنا نے چٹک کر یہ کہا
باہیں کھولے ہیں نہالان چمن ہو کے نہال
کان احمد سے چمکتا ہوا ہیرا نکلا
آنکھیں تاروں سی جبین چاند سی ابرو ہیں ہلال

ایسا فرزند ظفر حدار مبارک ہووے
پھول سے چہرے کا اظہار مبارک ہووے
ایسے گلرو کا انھیں پیار مبارک ہووے
یہ درافشانی انوار مبارک ہووے
غیرت مہر یہ رخسار مبارک ہووے

روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود
احمدی قوم کو صدبار مبارک ہووے

ملازمان دربار احمدی ۔ کارپردازان بدر ۔ قادیان

اس قدر لکھنے پر دو مبارک بادیاں اور ہمارے پاس آگئیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ عربی اشعار مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل مدرس دینیات کے ہیں اور اردو ہمارے میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے۔ یہ سب فی البدیہ کہے گئے ہیں۔

بشریٰ لکم یا آل احمد ابشروا | هذا غلام للشریف استبشروا
واستبشروا ببشارة مرضیة | میلاد نجل شریف احمد ابشروا

فلیهن مولده لمولینا امیـ | ـر المؤمنین وامنا والناصر
ولام ام المومنین وعمه | محمود احمد والبشیر بیشر
ولجده النواب مولینا علی | ولکل من هو احمدی یحبر

آج کا دن کیا مبارک روز ہے
تہنیت ہے چار جانب ہو رہی
ہو رہا ہے دل خوشی سے باغ باغ
کہہ رہا ہر اک مبارک باد ہے
سنتے ہیں الحمد للہ کی صدا
بے خبر تم ہو بتاؤں میں تمہیں
اک نیا مہمان گھر میں آیا ہے
ہے شریف احمد کے بیٹا ہوا
ہے مسیحا کا یہ پوتا نیک زاد
دادا اور نانا کا ہووے نیک نام
یہ مبارک نسل جلدی سے بڑھے
دوست ہوں آباد دشمن پائمال
عمر طبعی پائے با اقبال ہو
باپ ماں کے زیر سایہ یہ جئے
دادی اور دادی کی اماں شاد ہوں
شاد و خرم اس کے ہوں دو نو چچا
آج خوش خوش پھرتے ہیں میر ضعیف
ان کو ہے امید کچھ مل جائے گا
کچھ گھروں میں ان کے چندہ آئیگا
میر صاحب کچھ نہ کچھ لے لیں گے مال
ہے ضعیفوں کو یہی بس دل نشین
نانا صاحب کچھ عطا فرمائیں گے
چھوڑ ناصر تو یہ پیسوں کی ہوس
جس کو ہے ہم سب سے یہ بڑھ کر خوشی

بلکہ شب بھی آج دل افروز ہے
غم کی ماں کونے میں ہے بس رو رہی
جل رہے ہیں گھی کے ہر جانب چراغ
جس کو دیکھو اس کا چہرہ شاد ہے
کس سبب سے ہے یہ ناصر تو بتا
ایک خوشخبری سناؤں میں تمہیں
خیر و برکت ساتھ اپنے لایا ہے
دل کا بر آیا ہمارے مدعا
دن بدن ہو گھر میں ان کے ازدیاد
ہو ترقی اون کے گھر میں صبح و شام
آسمان عزت و شان پر چڑھے
کل حوادث سے بچے یہ نونہال
ایک بھی اس کا نہ بینکا بال ہو
دودھ اپنی ماں کا راحت سے پئے
رنج و بیماری سے بس آزاد ہوں
دکھ نہ پائیں کوئی بچہ اور زچا
شاد اور بشاش ہے ہر اک نحیف
غنچۂ دل اون کا بھی کھل جائیگا
جس سے ہر خستہ جگر سکھ پائیگا
ہے ضعیفوں کا انھیں ہر دم خیال
کچھ تو ہم کو دیں گی ام المومنین
ہم گھروں میں الغرض بس جائیں گے
دے خلیفہ کو مبارک باد۔ بس
ہر خوشی سے ہے یہ بڑھ چڑھ کر خوشی

اس خوشی میں کچھ نہ کچھ دیں گے وہ مال
کیوں کہ پیارا ان کو ہے یہ نونہال

ایک اور نظم

ش ۔ شکر للہ کہ مراد آج مری بر آئی
ر ۔ رونق بزم طرب ایک ولادت ہوئی
ی ۔ یعنی پیدا ہوا لڑکا جو شریف احمد کو
ف ۔ فضل مولیٰ سے ہوئی ہے یہ طرب افزائی
ا ۔ ایسے مولود کو اللہ سلامت رکھے
ح ۔ حسن میں جس نے ہے یوسف کی وراثت پائی
م ۔ میں کہ مرزا کی غلامی پہ بڑا فخر کروں
[illegible]

فلیهن مولدہ لمولینا امیر المؤمنین وامنا والناصر
ولام ام المومنین وعمه محمود احمد والبشیر یبشر
ولجدہ النواب مولینا علی ولکل من ھو احمدی یحبر

رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید

مبارک مولود مسعود

بڑی خوشی بڑی مسرت کے ساتھ اللہ جل شانہ کی حمد کرتے ہوئے یہ مبارک بادی شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت امام الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند میرزا شریف احمدؐ صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلی مین آج بروز پیر ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ دنیا مین ہزارون بچے آئے دن پیدا ہوتے ہین مگر ہمارے لئے جو خصوصیت کے ساتھ شادمانی کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ولادتین ان پیشگوئیون کی ماتحت ہوتی ہین جو کئی سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان قلم سے ملک مین بچے بچے کو سنائی جا چکی ہے اس قادر مطلق خدا نے "ادعیتک ولا اجیبک واخرج منک قوما" فرمایا۔ سو اس کے مطابق ضرور تھا کہ جہاں آپ کو صالح اولاد دی۔ پھر اس اولاد کی اولاد بھی ہو۔ ہم اس تقریب پر حضرت ام المومنین علیہا السلام صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب اور اون کے بھائی مرزا بشیر احمدؐ صاحب ۔ پھر مکرم نواب محمد علی خان صاحب ۔ میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور حضرت امیر المومنین کو مبارکباد عرض کرتے ہین۔ الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے اس بچے کو منعم علیہم گروہ سے بنائیو۔ اور وہ تمام نعمتین اور سب کمالات عطا کیجیو۔ جو جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات قدسی صفات کی طفیل ان کے بروز سیدنا الموعود علیہ سلام اللہ الودود کی ذاتیہ طیبہ کے لئے مقدر و معہود ہین۔

۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ ۔ ۱۳۲۹ھ

ولادت باسعادت نبیرہ امام ۔ خواجہ عالی تبار ۔ امام الانام غلام احمد

۱۳۲۹ھ

برخوردار شوی

آپ کو اے مری سرکار مبارک ہووے
ایسا فرزند ظفر دار مبارک ہووے
غنچۂ شاخ تمنا نے چٹک کر یہ کہا
پھول سے چہرے کا اظہار مبارک ہووے
باہیں کھولے ہین نہالان چمن ہو کے نہال
ایسے گل رو کا انہین پیار مبارک ہووے
کان احمدؐ سے چمکتا ہوا ہیرا نکلا
یہ درافشانی انوار مبارک ہووے
آنکھین تارون سی جبین چاند سی ابرو میں ہلال
غیرت مہر یہ رخسار مبارک ہووے
روشنی بخش جہاں اس کا وجود باجود
احمدی قوم کو صد بار مبارک ہووے

ملازمان دربار احمدی ۔ کار پردازان بدر ۔ قادیان

اس قدر لکھنے پر دو مبارک بادیاں اور ہمارے پاس آگئین ۔ جو درج ذیل ہین ۔ عربی اشعار مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل مدرس دینیات کے ہین اور اردو ہمارے میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے ۔ یہ سب فی البدیہ کہے گئے ہین ۔

بشراکم یا آل احمد ابشروا
استبشروا ببشارة مرضیة
ھذا غلام للشریف استبشروا
میلاد نجل شریف احمد ابشروا

آج کا دن کیا مبارک روز ہے
بلکہ شب بھی آج دل افروز ہے
تہنیت ہے چار جانب ہو رہی
غم کی ماں کونے مین ہے بس دبی
ہو رہا ہے دل خوشی سے باغ باغ
جل رہے ہیں گھی کے ہر جانب چراغ
کہہ رہا ہر اک مبارک باد ہے
جس کو دیکھو اس کا چہرہ شاد ہے
سنتے ہیں الحمد للہ کی صدا
کس سبب سے ہے یہ ناصر تو بتا
بے خبر تم ہو بتاؤں میں تمہین
ایک خوشخبری سناؤں میں تمہیں
اک نیا مہمان گھر مین آیا ہے
خیر و برکت ساتھ اپنے لایا ہے
ہے شریف احمدؐ کے بیٹا ہوا
دل کا بر آیا ہمارے مدعا
ہے مسیحا کا یہ پوتا نیک نہاد
دن بدن ہو گھر مین ان کے ازدیاد
دادا اور نانا کا ہووے نیک نام
ہو ترقی اون کے گھر مین صبح و شام
یہ مبارک نسل جلدی سے بڑھے
آسمان عزت و شان پر چڑھے
دوست ہوں آباد دشمن پائمال
کل حوادث سے بچے یہ نونہال
عمر طبعی پائے با اقبال ہو
ایک بھی اس کا نہ بینکا بال ہو
باپ ماں کے زیر سایہ یہ جئے
دودھ اپنی ماں کا راحت سے پئے
دادی اور دادی کی اماں شاد ہوں
رنج و بیماری سے بس آزاد ہوں
شاد و خرم اس کے ہوں دونو چچا
دکھ نہ پائیں کوئی بچہ اور زچا
آج خوش خوش پھرتے ہیں میرے ضعیف
شاد اور بشاش ہے ہر اک نحیف
ان کو ہے امید کچھ مل جائے گا
غنچۂ دل اون کا بھی کھل جائیگا
کچھ گھروں میں ان کے چندہ آئیگا
جس سے ہر خستہ جگر سکھ پائیگا
میر صاحب کچھ نہ کچھ دے لین گے مال
ہے ضعیفوں کا انہیں ہر دم خیال
ہے ضعیفوں کو یہی بس دل نشین
کچھ تو ہم کو دین گی ام المؤمنین
نانا صاحب کچھ عطا فرمائین گے
ہم گھروں میں الغرض بس جائین گے
چھوڑ ناصر تو یہ پیسوں کی ہوس
دے خلیفہ کو مبارک باد ۔ بس
جس کو ہے ہم سب سے یہ بڑھ کر خوشی
ہر خوشی سے ہے یہ بڑھ چڑھ کر خوشی
اس میں (خوشی) کچھ نہ کچھ دین گے وہ مال
کیون کہ پیارا ان کو ہے یہ نونہال

ایک اور نظم

ش ۔ شکر للہ کہ مراد آج مری بر آئی
ر ۔ رونق بزم طرب ایک ولادت ہوئی
ی ۔ یعنی پیدا ہوا لڑکا جو شریف احمدؐ کو
ف ۔ فضل مولی سے ہوئی ہے یہ طرب افزائی
ا ۔ ایسے مولود کو اللہ سلامت رکھے
ح ۔ حسن میں جس نے ہے یوسف کی وراثت پائی
م ۔ میں کہ مرزا کی غلامی پہ بڑا فخر کروں
د ۔ دل مشتاق سے دیتا ہوں مبارک بھائی

اہل حدیث کی غلط بیانی

خاتم النبیین پر ابن حزم جو مولوی سرور شاہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ دے کر اس اظہار پر اعتراض کرتا ہے۔ جو مولوی شبلی کے سامنے ان الفاظ میں کیا گیا۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا۔ حالاں کہ دونو میں کوئی تخالف نہیں۔ واقع میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ تو پچھلے نبیوں میں سے کوئی نبی آنے والا ہے جیسا کہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح بن مریم علیہ السلام پھر بجسدہ العنصری آئیں گے اور نہ کوئی ایسا نیا نبی پیدا ہونے والا ہے جو مستقل نبوت رکھتا ہو بلکہ جو آنے والا ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض یافتہ اور ان کے لئے بمنزلہ ظل کے فنافی الرسول کے مقام پر ہوگا۔ چنانچہ میرے سید مولیٰ فرماتے ہیں ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر الوصیت میں سید المرسلین کے خاتم النبیین ہونے اور اپنے منصب نبوت کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے اس تک پہونچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں۔ مگر ایک دروازہ جو قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیوں کہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہونچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آوے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔ کیوں کہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اوس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہونچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیوں کہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں کیوں کہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے* اور جبکہ کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہونچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کے محویت کے آئینہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اون کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیوں کہ ایسی صورت کی نبوت نبوۃ محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے

ہیں اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی

اس فقرہ کے ہیں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ۔ وامامکم منکم۔ یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔

* باوجود اس کے یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔ منہ۔

دوسری غلط بیانی

۳ مارچ کے اہل حدیث میں محبوب عالم صاحب قاضی گرداور لکھتے ہیں کہ وہاں کی جماعت احمدیہ میں سے ایک صاحب نے یہیں لکھ دیا کہ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز جائز ہے یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ ان تحریروں کی جو نقل ہمارے پاس پہونچی ہے وہ سراسر محبوب عالم اور ان کے ہمخیالوں کو ملزم ٹہراتی ہے چنانچہ انہوں نے یہ اقرار نامہ لکھ کر دیا ہے۔

نقل تحریر از طرف جماعت مخالف منجانب محبوب عالم چشتی قاضی گرداور بمشورہ محمد عظیم وغیرہ نقشبندیاں

میں بحیثیت قاضی گرداور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ وعلاقہ گوجرہ وقصبہ گوجرہ کی طرف سے لکھدیتا ہوں کہ جو شخص کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتا ہے اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ مسلمان ہے۔ چوں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی بھی امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے۔ اس لئے جو شخص اون کو کافر یا کاذب کہے۔ وہ خود بموجب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر اور کاذب ہے، اور جو کوئی شخص کسی احمدی مسلمان کو کافر یا جھوٹا کہے۔ وہ خود کافر اور جھوٹا ہے۔ جو ہم نے فتوے جات دئے ہوئے ہیں۔ واپس لیتا ہوں لہٰذا یہ لکھ دیا کہ سند ہے۔

دستخط۔ مولوی محبوب عالم چشتی قاضی گرداور

---

۶ مارچ - پرکاش لکھتا ہے۔ ؎

شام چھ مارچ پھر آئی رنج کھانے کے لئے
خون رونے کے لئے آنسو بہانے کے لئے

یہ دن ہے وہی جس نے کہ برباد کیا حیف
ناشاد ہمیں غیر کو دل شاد کیا حیف
جلاد کو آمادہ بیداد کیا حیف
بسمل کو تہ خنجر فولاد کیا حیف

جڑ نخل تمنا کی اسی روز کٹی تھی
مارچ تھا یہی اور یہی اسکی چھٹی تھی

یہ وہی شام ہے جس کی نسبت پہلے خبر دی گئی تھی۔ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ٭ بیا بنگر ز غلمان محمد

ضرور اس یادگار کو قائم رکھنا چاہیئے کیونکہ خدا کے نشانوں کو زندہ رکھنے کی کوشش ایک نیک کوشش ہے۔

حافظ شیراز کسی پچھلے اخبار میں دیوان حافظ کا ذکر تھا حافظ صاحب کے معتقدین پر اتمام حجت کے لئے برادر عثمان جے پورے یہ تین شعر مع تشریح لکھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ وہ مسیح کی وفات اور بروز سیدنا حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد اور تاقیامت نزول وحی کے قائل تھے لیکن میرے خیال میں ہمارے مسیح موعود ؑ کی صداقت ایسے ثبوتوں سے مستغنی ہو بہرحال وہ تین شعر یہ ہیں۔ ؎

(۱) مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید۔
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید۔

(۲) از غم وہجر مکن نالہ و فریاد کہ دوش
زدہ ام فالے کہ فریادرسے می آید

(۳) کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجا است
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

سوال اہل تشیع امروہہ از اہل سنّت

(جواب)

جس شخص سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوں وہ شخص کیسا ہے چنانچہ ناراضگی خاتون جنت کی صحیح بخاری سے جو معتبر کتاب اہل سنت والجماعت کی ہے ۔ ۔ ۔ ثابت ہے اگر اس بات کا جواب باصواب ہم کو ملیگا تو ہم داخل جماعت اہل سنت ہوجاوینگے۔ دستخط۔ سیّد اختر حسین خوشنویس ساکن امروہہ محلہ دربار کلان ضلع مراد آباد

الجواب - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ ہمارا جواب بھی صرف کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ سے ہی ہے۔ اگر کوئی صاحب اہل تشیع میں سے اس کا جواب تحریر فرماویں تو وہ بھی صرف انہیں دونوں کتابوں سے تحریر ہو ورنہ قبول نہ ہوگا۔ ہاں تائید میں اگر کوئی روایت ان دونوں کی موید یا مبین ہو تو ہر دو فریق اس کے مجاز ہیں جو فریق اس شرط سے تجاوز کریگا اس کا فرار متصور ہوگا اور یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ سائل نے بھی اس پر عمل کیا ہے اور ایسے اعتراضات واہیہ کے جواب میں اہل سنت کی طرف سے کتب ضخیمہ تصنیف ہوچکی ہیں سائل ان کا مطالعہ کرے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ہاں مسلم ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ کی اوائل خلافت میں مقدمہ میراث فدک وغیرہ کا جو پیش ہوا تھا اوس میں حضرت صدیق اکبر کی طرف سے نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ جواب ملا تھا یعنی (ہم گروہ انبیاء نہ وارث ہوتے ہیں ہم اور نہ کوئی وارث ہمارا ہوتا ہے جو چیز کہ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے) اور چونکہ فدک اموال فی میں سے تھا جس کی تقسیم اوس کے مصارف میں خود اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل فرمادی ہے۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل الآیہ۔ یعنی اور جو مال خدا نے اپنے رسول کو اُن بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دیئے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور بے توشہ مسافروں کا۔ لہٰذا صدیق اکبر رضؓ نے موافق ارشاد نبوی و حکم کتاب اللہ کے اوس کی تقسیم مصارف مذکورہ میں جاری رکھی اور حضرت فاروق نے اسی تقسیم مصارف کیواسطے حضرت علی رضؓ کی تحویل میں کر دیا تھا۔ مگر حضرت علی رضؓ نے چندہی مدت تک اپنی تحویل میں رکھ کر پھر واپس خلافت کی تحویل میں کر دیا اور اسی لئے حضرت عثمان کی خلافت میں بھی وہی تقسیم مندرجہ آیت کریمہ کے ہوتی رہی اور حضرت علی کی خلافت میں بھی اوس کے مصارف وہی جاری رہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ فاجری ابوبکر ذلک علیٰ ما کان یجریہ الرسول صلعم ینفق منہ علیٰ من کان ینفق علیہ الرسول ویجعل ما بقی فی السلاح والکراع وکذلک عمر جعلہ فی ید علی لیجریہ علیٰ ھذا المجرا وردّ ذلک فی اٰخر عہد عمر الی عمر وقال ان بنا غنی وبالمسلمین حاجۃ الیہ وکان عثمان یجریہ کذلک ثم صار الی علی فکان یجریہ ھذا المجریٰ فالائمۃ الاربعۃ اتفقوا علیٰ ذلک۔ یعنے (پس جاری کیا ابوبکر رضؓ نے اس کو اوسی طریقہ پر کہ جاری کرتے تھے اوس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ کرتے تھے اس مال سے حضرت ابوبکر صدیق اسی طریقہ پر کہ خرچ کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مال کہ باقی رہتا تھا خرچ کرتے تھے اوس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اور اسی طرح حضرت عمر ابن الخطاب نے اوس کو علی رضؓ کے ہاتھ دیا کہ جاری کریں اوس کو اوسی طریقہ پر اور رد کیا اسکو علی رضؓ نے آخر عہد عمر میں طرف عمر کی اور کہا کہ ہم کو غنا حاصل ہے اور مسلمان حاجتمند ہیں اس کے اور حضرت عثمان بھی جاری کرتے تھے اسی طریقہ پر پھر ہوگیا وہ مال طرف حضرت علی کی پس وہ بھی اس کو اسی طریقہ پر تقسیم کرتے تھے) پس ائمہ اربعہ کا اس تقسیم پر اتفاق ثابت ہوا اور چونکہ یہ روایت مؤید صحیح بخاری کے ہے لہٰذا تحریر کی گئی اور جبکہ حضرت عمر رضؓ نے حضرت علی رضؓ اور حضرت عباس سے اور نیز دیگر صحابہ سے قسم دلاکر پوچھا کہ کیا اس کے مصارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بموجب آیت مذکورہ کے یہی تھے تو انہوں نے حلفیہ بیان کیا کہ ہاں یہی تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔ ثم قال لعلی وعباس انشدکما باللہ ھل تعلمان ذالک قالا نعم۔ الحدیث شیعہ صاحبان اس مقدمہ میں کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اس فیصلہ صدیقی سے جو مطابق کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور باتفاق خلفاء اربعہ اور موافق بیان حلفیہ شیر خدا اور خود اون کے عمل کے تھا سخت ناراض رہیں کہ اپنی وفات تک اون سے کلام بھی نہ کیا۔ سو دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ ایسی کیوں ناراض رہیں کیونکہ کسی مومن کا یہ فعل نہیں ہوسکتا کہ قرآن مجید کے احکام اور سنت رسول سے ناراض رہے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ معہذا حضرت علی رضؓ کا حلفیہ بیان بھی جھوٹا ہوا جاتا ہے اور پھر اون کا عمل درآمد جو اپنی حالت اقتدار خلافت میں جاری رکھا باطل ہوا جاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔ کیا حضرت فاطمہ کا ایسا ہی ایمان تھا جو آیت فلا وربک میں بیان ہوا۔ ثم نعوذ باللہ منہا عجیب اس بارہ میں صرف صحیح بخاری کی روایت کو جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تسلیم کرسکتا ہے اور کسی دوسری کتاب کی روایات رطب ویابس کو قبول نہ کریگا۔ لہٰذا کتاب اللہ اور صحیح بخاری سے اس کا رد کیا جاوے اور چونکہ ہم حضرت فاطمہ رضؓ کو جگرگوشۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتقاد کرتے ہیں لہٰذا اس روایت کے معنے جو وہ بھی حضرت عائشہ کا فہم ہے فوجدت یا فہجرتہ ولم تتکلم حتیٰ ماتت وارد ہے۔ یہ معنے کرتے ہیں کہ میراث فدک کے بارہ میں تاعمر کچھ کلام نہ کیا اور اس سوال کے کرنے سے تنگ دل ہوئیں اور یہی معنے واقعی اور صحیح ہیں یا اس کو ترک کر دیا۔ ورنہ بموجب من گھڑت روایات شیعوں کے تو حضرت فاطمہ کا ایمان تک بھی باقی نہیں رہتا۔ ثم نعوذ باللہ منہ۔ اور آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الآیہ کے مخاطب اُمت کے لوگ ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو باتفاق جماعہ صحابہ کرام وخود باتفاق وحلفیہ بیان حضرت علی رضؓ کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ نہیں ؟ ان بموجب ارشاد صدیق اکبرؓ کے انما یاکل آل محمد من ہذا المال - انکا حق حسب الحکم آیت مذکورہ کے کافی ووافی ہر چہار خلافت مین دیا گیا - پس شیعہ صاحبان پر لازم ہے کہ اپنے خیالات کے بموجب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایمان ثابت کرین اہل سنت کے نزدیک تو ان کا ایمان کامل ہے کہ سوال میراث پر بھی اون کو دل تنگی حاصل ہوئی اور امر میراث کے بارہ میں تا عمر کلام تک نہ کیا - الحاصل جواب کتاب اللہ سے اور سنت اصح رسول اللہ سے اور عملدرآمد حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جو صحیح بخاری سے ہو دیا جاوے نہ روایات ضعیفہ موضوعہ سے - کیونکہ سائل نے بھی صحیح بخاری ہی سے تمسک کیا ہے - اور نہ روایات معارض کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اور من گھڑت کہانیاں سب ہم کو معلوم ہیں ہمارے روبرو اون کا بیان کرنا تحصیل حاصل ہے وبس آگے رہی خلافت اور امامت خلفائے ثلثہ کی - سو اس کی اثبات حقیت کے لئے آیت استخلاف موجود ہے وہ کافی ہے اگر کسی صاحب کو اس آیت میں گفتگو کرنا منظور ہو - تو حسب شرائط مسلمہ فریقین ہم حاضر ہیں آپ بھی کسی عالم کو منتخب فرما لیں بالفعل مختصر اس قدر عرض ہے کہ جن لوگون نے حضرت خلیفہ اوّل سے بیعت کی اون کا ایمان ایسا ہی کامل ہے جیسا کہ حضرت شیر خدا کا ایمان کامل تھا کیونکہ احادیث اصح الصحاح سے ثابت ہے کہ حضرت شیر خدا نے بھی اون سے بیعت کرلی تھی خواہ کسی وجہ سے چند ماہ کے بعد ہی سہی پس اگر شیر خدا کا ایمان کامل ہے تو ان کا ایمان بھی ویسا ہی کامل ہوا اور اگر شیر خدا کا نعوذ باللہ ایمان ناقص ہے تو خیر ان کا بھی ناقص سہی -

وسیاتی بحث الخلافۃ - انشاء اللہ تعالےٰ - راقم محمد احسن (فاضل امروہی)

منکرینِ مسیحِ محمدی سے ایک سوال

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ یعنی تیرا دشمن ہی ابتر ہے امید ہے کہ ہمارے مخاطبین اس بات کے ہون گے کہ

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت شریفہ مین خداوند کریم نے ایک بڑی زبردست پیشگوئی فرمائی ہے - جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آج تک ہر زمانہ میں ہوتی رہی اور آئندہ بھی پوری ہوتی رہے گی یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم اس امت مرحومہ میں سے تجدید دین کے لئے مجدد اور ملہم مبعوث فرماتا رہا جو مخاطبہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے زندہ ثبوت کا مصداق ہوتے رہے اس کی تائید حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یبعث ... علی راس کل مائۃ سنۃ الخ کے مضمون سے بھی ہوتی ہے -

اب سوال یہ ہے کہ قرآن مجید و حدیث شریف کی متذکرہ بالا پیشگوئی آیا گذشتہ صدیون ہی کے لئے تھی یا موجودہ اور نیز آئندہ صدیوں کے لئے بھی ہے ؟

اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ لوگ اس چودہوین صدی کے مجدد و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی بیٹے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت مین داخل ہو کر سعادت دارین کیون نہین حاصل کرتے ؟

اگر آپ لوگ اس صادق امام الزمان کو قبول نہین کرنا چاہتے تو برائے مہربانی دنیا کے کسی حصہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی ایسے شخص کا وجود پیش کرین جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی معنون مین روحانی بیٹا کہلانے کا مستحق ہو اور اس نے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر تجدید دین کا بیڑا اٹھایا ہو - ورنہ آپ کے عقیدہ سے یہی ثابت ہوگا کہ آپ لوگ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار -

خداوند کریم تو اس اُمت کو خیر امت کا خطاب عطار فرما کر خلقت کی ہدایت کا جلیل القدر عہدہ عطا رفرماتا ہے مگر آپ ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر ثابت کرنے کی کوشش مین ہین - ؎

برین مسلمانی بباید گریست

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند * مگر مدفون یثرب را ندہند این فضیلت را
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند * دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

راقم - غلام نبی - کلکتہ

کچھ عورتون کی نسبت

اگرچہ اب زمانہ بہت کچھ مہذب ہو چلا ہے اور چند ہی تاریک خیال لوگ ہون گے جو عورتون کو اس مکروہ حالت (جاہلیت) مین رکھنا چاہتے ہون اور ساتھ ہی نامناسب خلاف اسلام پردہ مین قید - مگر پھر بھی بہت سے معزز دنیادار ہیں جو کہ عورتون کو قید اور اندھا گونگا (یعنی جاہل) رکھنا چاہتے ہین - اور اس کے ساتھ سخت افسوس کی بات ہے اور واللہ میرا دل بے حد تڑپتا ہے جب کہ ہماری اپنے ہاتھوں کی مٹی پلید ہوتی ہے یعنی عورتین ہی زیادہ اس بات پر قائم ہین کہ ہم جاہل اچھی ہین اور کہتی ہین کہ ہم پڑھی ہوئیون سے بہت اچھی ہین کہ نہ سُنا نہ عمل کیا ہم بخشی جاوینگی - افسوس صد افسوس - میرا دل بھر آتا ہے - جب کہ ان پڑھ ساس بیچاری تند بد بہو سے کوئی زنانہ پرچہ پڑھتے ہوئے ہاتھ سے لے لیتی ہے اور ہزار ہزار باتیں سناتی ہے - بہو بیچاری بیمار ہے اور ترستی ہے کہ تازہ ہوا ملے مگر ساس کہتی ہین نا بیٹی رات کو بھی برقعہ اوڑھ کر باہر نکلنا شریفون کا شیوہ نہین ؟ خداوند کریم دونو جہان میں لاکھ لاکھ آسائشین اور رحمتین بخشے - ہمارے مسیح علیہ السلام کو جس نے اصل اسلام کا چہرہ دکھلا کر بیچاری عورتون کو دوزخ کے تاریک گڑھے سے (جو بیٹیے ہی ان کو ملا ہوا تھا) بچایا - اور ان کے سرتاجون کو ان کی کچھ قدر ذہن نشین کردی - کہ یہ بھی دنیا مین کوئی زندہ مخلوق ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ تو رات دن کی تقریرون مین احکام فرقان حمید سے عورتون کی حقوق کی طرف خاص طور پر متوجہ ہین یہان تک کہ ایک دن فرمایا عورت کی دلداری کرنی چاہیئے - فرمایا اس کے برخلاف کیا جاوے تو اسے بے حد صدمہ ہوتا ہے - اگرچہ اپنی عقلمندی کے باعث اپنے آپ کو ضبط کرے مگر تاہم نہین ضبط کر سکتی اس لئے عورت کے برخلاف کیا جاوے تو نرمی سے اسے ذہن نشین کیا جاوے کہ فلان بات مین یہ نقصان ہین اور اس مین یہ نفع - سبحان اللہ ہمارا امام کس قدر رحم دل ہے - کہ ایک ضعیف عورت کے لئے یہ حکم کہ اب اس کے برخلاف کوئی بات بھی نہ کرے -

اس طرح مین نے پڑھا ہے کہ اسلام مین حضرت نبی کریم صلعم کے وقت اور ان کے بعد بڑی بڑی عالمہ فاضلہ خاتونین تھین مگر ان کو یہ علم وفضل کس کی وجہ سے ملا - مردون کی وجہ سے ورنہ وہ خود تو ترقی نہین کر گئی تھین چنانچہ تواریخ اسلام کی ورق گردانی کرنے سے بہت سی خاتونان اسلام کے عمدہ عمدہ کارنامے اور موتیون کے تولنے قابل نصائح ملتی ہین لکھا ہے کہ ام الخیر ایک لائق فائق خاتون گذری ہے حضرت معاویہ نے والی کوفہ کے نام فرمان بھیجا کہ ام الخیر بنت حریش کو دربار مین بھیجدے اگر اس نے تمہاری نسبت رائے عمدہ ظاہر کی تو نیک اجر دیا جاویگا - اگر برا خیال ظاہر کیا تو سزا دی جائیگی - والی کوفہ نے جب یہ حکم سنایا تو ام الخیر نے کہا کہ مجھے امیر المومنین سے کچھ عذر نہین مین خود حاضر ہونے کو تیار تھی - رخصت کرتے وقت والی نے دریافت کیا کہ میری نسبت کیا رائے ظاہر کرے گی - ام الخیر نے کہا کہ اے شخص مجھے امید ہے کہ تو نے جو احسان مجھ پر کیا ہے وہ ہرگز تجھ کو تطمیع نہ دیگا - کہ مین جھوٹ

سے تیرا دل خوش کرون اور نہ تیرا مجھ سے تعارف تجھ کو اس بات سے مایوس کریگا کہ سوائے حق کے مین کوئی بات تیری نسبت کہون ۔ سبحان اللہ ! کیا اس زمانہ کی تعلیم یافتہ عورت کو بھی ایسی جرأت ہو سکتی ہے کہ ایسی فصیح کلام اور پھر ایک مقتدر صاحب حکم کے سامنے کرے ہرگز نہین پھر دیکھو خلیفہ وقت کو کیا عمدہ جواب دیا ۔ جب دمشق پہونچی ۔ تو خلیفہ نے اسکو اپنے حرم مین اُتارا ۔ چوتھے دن جبکہ ایوان خلافت حاضرین سے بھرا ہوا تھا اسے اپنے پاس بُلایا ۔ اُم الخیر وہان آئی اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ معاویہ نے کہا وعلیک السلام یا ام الخیر ۔ مین کس طرح اس نام کا مستحق ہو گیا جس سے تو نے مجھے پکارا ۔ کہا یا امیر المومنین لکل اجل کتاب ۔ یعنے ہر امر کا ایک وقت مقرر ہے بخدا مجھے تو اس کے اس جواب پر وجد آگیا نہ خوشامد کی نہ شرمندہ ہوئی جیسی نواب تک باوجود کئی صدیان گذرنے کے ایسی خواتین کے کارنامے ہمارے لئے کیا مردون کے واسطے بھی قابل رشک اور سبق آموز ہین ۔

اسی طرح صدیقہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی باتین نہایت فاضلانہ تہین حالانکہ ان کی عمر بہت چھوٹی تھی ان سے ہی اندازاً ۲۲۱۰ حدیثین مروی ہین آپ کا جنگ جمل کے دن کا خطبہ بہت فصیح ہے ۔ مجھے تو ان کی باتین ہی عجب پیاری لگتی ہین ۔

حدیث شریف میں ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مسئلہ مین فرمایا یعنی غسل جنابت مین کہ سر کھول کر دھویا جاوے تاکہ بالون کے نیچے تک پانی پہونچے تو عورتین حضرت صدیقہ پاس آئین کہ یہ تو نئی مصیبت ہوئی ۔ فرمایا جاؤ عمر رضی اللہ عنہ سے کہدو کہ وہ حکم دین کہ عورتین سر منڈا ہی ڈالین ۔ مگر باوجود اس علم و فضل کے انھون نے دولت و مال سے عروج نہین پایا ایک بار عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک لاکھ درہم بھیجے ۔ آپ نے اسی وقت اقربا ر فقرا مین بانٹ دئے اتفاقاً اس روز آپ روزہ سے بھی تھین اور گھر مین افطاری کے لئے کچھ نہ تھا ۔ خادمہ نے کہا شام کو کیا کھائین گے ایک درم تو رکھ لیتے ہین کہ روزہ افطار ہو سکتا ۔ فرمایا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی ۔ جبھی حضرت سرور دوجہاں نے فرمایا ہے کہ دو تہائی دین اپنا عائشہ سے حاصل کرو ۔ حضرت صدیقہ شاعرہ بھی تھین خدا تعالے رحمتین نازل فرماوے ان پر اور ہمیں توفیق دے کہ ان کے قدم بقدم چلیں ۔ والسلام ۔ اہلیہ اکمل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ عرصہ ہوا کہ مین نے اپنے بزرگوار یعنے سکھ صاحبان مین تبلیغ کے متعلق ایک مختصر رسالہ کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا جس مین گورو نانک صاحب کے اصل مذہب کا بیان ہے ۔ سو مین نے جو اپنے اس لیکچر علا کے صفحہ ۸ اٹھرڈ ایڈیشن مین یہ لکھا کہ "گورو نانک علیہ الرحمتہ کے بعد جو گورو اور گدی نشین ہوئے ان مین بعض ناخلف تھے" اس سے صرف یہی مراد ہے کہ گورو نانک دیوجی کے بعد جو گورو ہوئے ہین ان مین بعض ایسے بھی ہوئے اور اب بھی ہین جنھون نے حقیقی تقوے اور پاکیزگی کا وہ نمونہ نہین دکھایا جو گورو نانک صاحب سکھا گئے تھے اور وہ راستبازی اور خدا تعالیٰ کی باریک راہون پر ایسے زور سے قدم نہین مارتے تھے ۔ جیسے کہ گورو نانک صاحب نے ان تمام مراتب سلوک کو طے کیا تھا ۔ بالفاظ دیگر یون کہنا چاہئیے کہ گورو نانک صاحب ایسا خدا پرست مرد خدا یگانہ روزگار ہو گذرا ہے کہ بعد کے گوروؤن مین سے بعض ایسے پایہ کے بزرگ اور لائق نہ تھے جیسے کہ گورو نانک علیہ الرحمتہ ہوئے ہین اور یہ ایسا امر ہے کہ واقعات پر مبنی ہونے کی وجہ سے کوئی متنفس بھی اس سے انکار نہین کر سکتا ۔ اسلام تو ایک ایسا صلح اندیش مذہب ہے کہ اس نے یہ بھی جائز نہین رکھا کہ مٹی کے خود تراشیدہ بتون کو بھی سب وشتم سے یاد کیا جاوے ۔ چہ جائیکہ کسی گورو یا قومی سردار کی ذاتیات پر حملہ کیا جاوے مین تو مشرف با اسلام ہونے کے بعد گورو نانک دیوجی پر اس سے ہزار گنا زیادہ ایمان رکھتا ہون جتنا کہ بحالت کفران کا ادب اور لحاظ کرتا تھا ہان یہ سچ ہے کہ جیسے مین گورو نانک صاحب اور ان کے کردار اور گفتار کو خدا کی رضا پر مبنی سمجھتا ہون اور اعلیٰ درجہ کا ان کو بزرگ اور خدا کا اوتار سمجھتا ہون ویسے کسی اور گورو گدی نشین کو نہین سمجھتا جس کا مین نے مفصل حال اور بیان اپنے لیکچر مین لکھا ہے ۔ مگر اس سے یہ مراد ہرگز نہین کہ مین گویا دوسرے گوروؤن کی نندیا کرتا ہون ؛

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔

خاکسار عبدالرحمان نو مسلم (سابق مہر سنگھ) ٹیچر ہائی سکول وسکرٹری سادھ سنگت ۔ قادیان ۔ مورخہ ۲۴ر فروری ۱۹۱۱ء

سفر ناصر

جناب ایڈیٹر صاحب بدر ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ گذارش ہے کہ اس عاجز کا ارادہ سفر کا مدت سے تھا لیکن بسبب بیماری حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام قادیان مین رکا رہا ۔ اب چونکہ آنجناب کو صحت ہے ۔ اور دن بدن صحت روبترقی ہے یہ عاجز دور الضعفاء کے لئے چندہ لینے اب بطرف ملتان ۔ ڈیرہ غازی خان و ڈیرہ اسمٰعیل خان لائل پور کی طرف جانا چاہتا ہے ۔ لاہور سے یہ دورہ شروع ہو لاہور سے ملتان لائن پر منٹگمری ۔ سید والہ ۔ کبیر والہ وغیرہ ہوتا ہوا ملتان جاویگا وہان سے مظفر گڑھ پھر ڈیرہ غازی خان دلبستی رندان وغیرہ ہو کر واپس ڈیرہ اسمٰعیل ہونگا ۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ آگے جہان کا ارادہ ہو گا اس سے احباب کو مطلع کیا جاویگا ۔

میر ناصر نواب ۔ قادیان ۔ ۸ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء ۔

مکرر یہ کہ شروع دورہ ۱۳ ۔ مارچ ۱۹۱۱ء یا اس کے بعد سے ہوگا احباب مطلع رہین ؛

حافظ آباد مین حضرت خواجہ صاحب کا لیکچر (الٰہی مذہب پر)

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب کو تبلیغ دین قویم کے لئے خاص طور پر چُن لیا ہے ۔ اور ان کے دل مین ایسی لگن لگا دی ہے کہ انھین ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ تمام ہندوستان کے لوگون کو صراط مستقیم پر قائم کر دین اور مقام شکر ہے کہ ان کی مبارک کوششین بار آور ہوتی نظر آتی ہین ایسی صورت مین جبکہ قریباً ہندوستان اور پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہران سے اکتساب انوار کر چکے ہین ۔ ہماری باحمیت اور جوشیلی جماعت مانگٹ و بیرکوٹ کے دل مین حضرت خواجہ صاحب سلمہ ربہ کو مدعو کرنے کا خیال پیدا ہوا اور چونکہ حافظ آباد ان تمام دیہاتی جماعتون کے درمیان ہے اور ایک شہر کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسی جگہ لیکچر کرانے کی تجویز پسند کی گئی ۔ بہت سی لگا تار کوششون کے بعد خواجہ صاحب نے ۵ ۔ مارچ کا وعدہ فرمایا ۔ اس لئے احمدی برادران کی رہائش کے لئے فوراً عمدہ عمدہ مکانات اور کوٹھیان ان کے مالکون سے مانگ لی گئین اور لنگر کا انتظام نہائت عمدہ کر دیا گیا اور کیسی خوشی کی بات ہے کہ لیکچر کے لئے آریہ سماج نے اپنا وہ مکان جہان وہ خود جلسے کیا کرتے ہین ہماری درخواست کے بغیر ہمین دے دیا اور کئی ہندو اصحاب نے انتظام جلسہ مین امداد دی یہ امر حضرت خواجہ خواجگان کی ہر دلعزیزی کا صریح ثبوت ہے ۔ سنیچر وار شام کی گاڑی پر حضرت خواجہ صاحب بمعیت اخویم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و مولوی غلام رسول صاحب تشریف لائے جنھین اخویم سید احمد حسین صاحب نائب تحصیلدار برادر خورد ڈاکٹر صاحب کے گھر مین اُتارا گیا ۔ اتوار کے دن بعد از طعام چاشت جناب مولوی غلام رسول صاحب نے پُر اثر وعظ فرمایا جسمین اللہ تعالےٰ کے صفات حسنہ اور قرآن کریم

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر لطیف دلائل بیان کی گئیں۔ ہندو اصحاب بار بار پوچھتے تھے کہ کب خواجہ صاحب کا لیکچر ہوگا۔ آخر یہ برگزیدہ انسان ایک بجے کے بعد جلوہ افروز ہُوا۔ پھر کیا تھا۔ مشتاقان دیدار پروانہ وار گرنے لگے اور ذرا سی دیر میں بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔ ابتداءً در ثمین کی نظم

جمال وحسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے

ایک احمدی بھائی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پھر اخویم مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے نہایت درد انگیز لہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب سلمہ ربہ اُٹھے۔ کلمہ شہادت کے بعد آپ نے قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا .... لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون۔ پڑھی آپ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔

انسان کے تمام اعضاء وجوارح اکثر امور میں اضطراراً مسلمان ہیں۔ مثلاً قوت باصرہ ذائقہ سامعہ وغیرہ اپنے فطری افعال کے لئے مجبور ہیں۔ ہاں بعض امور میں انہیں اختیار دیا گیا ہے۔ مثلاً زبان سے خواہ بُرا بولیں خواہ بھلا۔ ایسا ہی بعض باتوں میں دیگر اعضاء کو بھی اختیار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قانون قدرت اور گیتا کے حوالہ سے تمام دنیا میں حسب ضرورت انبیاء کے آنے کو ثابت کیا اور اس کو نبوۃ میں قرآن مجید سے آیات پڑھ کر سنائیں فرمایا کہ تمام قوموں نے الہام کو اپنے ہی تک محدود کر کے اللہ تعالیٰ کو طرفداری کرنے والا ٹھیرایا ہے۔ لیکن قرآن کریم ابتداء ہی میں الحمد للہ رب العالمین کہہ کر اس تعصب کے جال کو توڑتا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کو ثابت کرتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تمام ممالک میں متفرق انبیاء آچکے لیکن ان کی تعلیمات جلد آلودہ رہا اور تمام دنیا میں یکدم کفر وضلالت چھا گئے اور وہ باتیں جو آج نفرت سے دیکھی جاتی ہیں انہیں مذہب کی خوبیاں سمجھا گیا۔ مثال کے طور پر ہندوستان ایران عرب کا حوالہ دیا گیا کہ وہاں کس طرح بدیوں کا سیلاب خلق خدا کو غارت کر رہا تھا لیکن عرب ان تمام بدیوں کا جامع تھا۔ جو مختلف ممالک میں منفرد طور پر پائی جاتی تہیں اس وقت ضروری تھا کہ یا تو مختلف ملکوں میں انبیاء آتے یا ایک ہی عظیم الشان نبی کل دنیا کے لئے آتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو ایک برادری میں لانا چاہتا تھا اور وہ وقت بھی آچکا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی عظیم انسان نبی عرب میں پیدا کیا۔ اور عرب ہی اس نعمت کا مستحق تھا اس کے بعد ختم نبوت پر دلائل دیئے۔ فرمایا کہ کرشن موسےٰ عیسےٰ وغیرہ تمام انبیاء کرام اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی خبر دے گئے ہیں اور اپنی شریعت کو غیر مکمل کہہ کر ایک مکمل اور مستقل شریعت کا منتظر بنا گئے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الیوم اکملت لکم دینکم فرما کر آئندہ کے لئے کسی نئی شریعت اور نئے شارع کا انتظار نہیں رہنے دیا اسی ضمن میں فرمایا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بعد ایک مسیح کی بشارت فرما گئے ہیں لیکن یہ بات ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ آنے والا مسیح اما مکم منکم کے ارشاد کے ماتحت ایک اُمتی ہے نہ کہ صاحب شریعت۔ فرمایا کہ اس مسیح کا نام ہی غلام احمد ہے اور وہ فرماتا ہے ؎

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم وز خداوند منذرم

اس سے ثابت ہُوا کہ حضرت مرزا صاحب کا وجود ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے اس کے بعد فرمایا کہ ہندو بدھ عارف کے بعد کسی برگزیدہ انسان کا پتہ نہیں دیتے اور سوامی دیانند جی فرماتے ہیں کہ کورو چھتری کی جنگ کے بعد وید کا عالم کوئی نہیں رہا اس طرح عیسائی پہلی صدی عیسوی کے بعد کسی بزرگ کا پتہ نہیں دیتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں ہر زمانہ میں ایسے انسان ہوتے رہتے ہیں جن کا کامل تعلق خدا تعالیٰ سے تھا۔ مثلاً جناب پیر دستگیر داتا گنج بخش معین الدین اجمیری۔ فرید شکر گنج مجدد الف ثانی۔ سید احمد بریلوی شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اس سے ثابت ہُوا۔ کہ الٰہی مذہب دین اسلام ہی ہے جس کے ساتھ الٰہی نصرت شامل ہے۔ فرمایا۔ کہ ہندوؤں میں ایک مُقدس انسان باوا نانک علیہ الرحمۃ ہُوا ہے لیکن اس کے چولہ وغیرہ سے اس کا اسلام ثابت ہے پھر فرمایا کہ تمام الہامی کتابوں کی زبان کا صفحہ دنیا سے مٹ جانا اور صرف قرآن کریم کی زبان کا زندہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ اب خدا کی نُصرت صرف اسی پاک کتاب کے شامل حال ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد کی خبر دی ہے اور تیرہ گذشتہ صدیوں میں مجدد آتے رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باوجود تیس سال صدی میں سے گذرنے کے مجدد نہ آوے۔ پھر فرمایا کہ دنیا میں کیسے کیسے عذاب آئے زلزلہ۔ طاعون قحط وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ پس جب ایسے بڑے عذاب آچکے ہیں تو یا تو تمہیں حضرت مرزا صاحب کو ماننا پڑیگا یا خدا کے کلام کے منکر اور مکذب ٹھیرو گے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے سوائے کسی اور نے دعوی امامت نہیں کیا۔ فرمایا کہ ان تمام عذابوں کے وقوع سے پیشتر حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام ان عذابوں سے لوگوں کو ڈرا چکے تھے پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بتاؤ اس زمانہ میں دین اسلام کی حفاظت کون جماعت کر رہی ہے کونسی جماعت اعمال حسنہ کی پابند ہے اور کس کے دل میں اشاعت اسلام کا جوش ہے جلسہ مذاہب کلکتہ میں کن لوگوں نے اسلام کا بول بالا کیا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ احمدی جماعت ہی ہے جسکو حضرت امام علیہ السلام نے گندگی زندگی سے نکال کر تقدیس کے مقام پر پہونچا دیا ہے اور اشاعت اسلام کا جوش ان کے رگ و ریشہ میں بھر دیا ہے۔

اس کے بعد آجکل کی گدیوں اور گدی نشینوں کی گندی حالت کا مقابلہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ سے کیا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا نقش دلوں پر بٹھایا۔

غرض ڈیڑھ دو گھنٹہ تک سامعین کو محوحیرت بنائے رکھا۔ اور ہندو اور مسلمانوں کے دل میں احمدیت کی صداقت کو نقش کر دیا اس وقت بازاروں میں خواجہ صاحب کا ہی ذکر خیر ہو۔ ہندو کہتے ہیں مہاراج خواجہ صاحب بہت بھلے پرش ہیں اور ان کو ہمارے مذہب کی کیسی واقفیت ہے یہاں تک کہ اسلام کی دشمن آریہ سماج بھی انہیں کے گُن گاتی ہے اس وعظ کے اثر سے بہت سے غیر احمدی بیعت کر چکے ہیں اور بہت سے لوگ جو سیدنا مسیح موعود کے مخالف تھے وہ اب حضرت اقدس اور ان کی جماعت کے مداح ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب پر اس سے بھی بڑھ کر فضل کرے جنھوں نے ایسے شہر میں جہاں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہے اسلام کا بول بالا کیا ہے۔

اخیر میں اخویم سید احمد حسین صاحب نائب تحصیلدار و اخویم چودہری ناصر الدین المعروف ناتھا و چودہری محمد خان و جہان خان و اخویم محمد حیات صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنھوں نے اس مبارک کام میں بہت حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکسار اللہ دتا احمدی ہیڈ پرشین ٹیچر سکول حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

نوٹ۔ جماعت احمدیہ مانگٹ نے اسی روپے خواجہ صاحب کو بطور سفر خرچ کے دیئے لیکن اونہوں نے دار الامان میں بھیجدئے سبحان اللہ! کیسی پاک جماعت ہے اس کے مقابلہ میں کرایہ کے ٹٹو مولویوں کو دیکھیں کہ کس طرح وعظوں کے شرح مقرر کر رکھتے ہیں تو ان پر افسوس آتا ہے کہ نالائقوں نے وعظ ونصیحت کو محض دنیا کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے *

احکام امیر حضرت امیر المومنین کی خاص خاص نصائح اور مختلف امور کے متعلق مجرب دعائیں اور اوراد وظائف منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین فیروزپور نے ایک دو ورقہ پر چھپوائے ہیں جو احباب چاہیں ٹکٹ محصول بھیجکر مذکورہ بالا پتہ سے منگوالیں *

دُعا کی جاوے۔ پیر برکت علی صاحب رتمل (گجرات) سے اپنی والدہ ماجدہ کی صحت کیلئے دُعا کی خواستگار ہیں *

خطبہ نکاح

۵۔ مارچ عصر کے بعد صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے ایک لطیف خطبہ نکاح پڑھا۔ فرمایا کہ انسان کی مختلف ضرورتیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے مہیا کر دی ہیں پیدا ہوتے ہی سانس کے لئے ہوا کی ضرورت ہے جو بڑی کثرت سے موجود ہے۔ پھر غذا کی ضرورت ہے تو ماں کی چھاتی میں پہلے ہی دودھ موجود ہے پھر بوجہ کمزوری کسی ہمدرد و مددگار کی ضرورت ہے تو وہ انسانوں (ماں باپ) کے ساتھ اس کا تعلق کیا اور ان کے دل میں اس کی محبت ڈالی ہے پھر قوت حافظہ دے رکھی ہے۔ تا بڑی عمر کو پہونچ کر خود کام کرنے کی قابلیت پیدا ہو پھر اور آسائش کے سامان بہم پہونچائے ہیں نیک مشورہ کے لئے تمام انسان پیدا کئے ہیں۔ پھر آخرت کی منزل تک پہونچانے کے لئے رہنما بھیجے۔ نسل کے قیام کے لئے مرد و عورت دو حصے کر دئے انسان کا گھر بنایا اور اس کا ہمدرد پیدا کیا اگر نکاح کا معاملہ نہ ہوتا اور خدا نے انسان کے اندر فطرتاً اس کی خواہش نہ رکھی ہوتی۔ تو کئی لوگ ایسے ہوتے جن کا کوئی بھی دوست نہ ہوتا۔ اور پھر وہ مشکلات میں پڑتے۔

پس ان ضروریات کے مہیا کرنے پر نظر کر کے انسان پکار اٹھتا ہے۔ الحمد للہ نحمدہ۔ یعنے سب سامان زندگی اسی نے بنائے وہی سب خوبیوں کا مالک ہے۔ پھر ان سب سامانوں سے کام لینا بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں اس لئے نستعینہ کہنا سکھایا۔ کہ ہم اسی سے استعانت مانگتے ہیں پھر انسان کی اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کامیابیوں میں توقف پڑ جاتا ہے اس لئے نستغفرہ سکھایا کہ ہم ان کمزوریوں کی حفاظت اسی سے طلب کرتے ہیں پھر کوتاہیوں سے بچنا ہی کامیابی کی راہ نہیں بلکہ ترقیات کے لئے اس کے وعدوں پر ایمان ضروری ہے اور جو راہیں اس نے بتائی ہیں ان پر یقین کرنا اس لئے نؤمن بہ ونتوکل علیہ سکھایا۔ پھر ممکن ہے کہ انسان مشکلات کے دور ہونے پر آرام کی زندگی میں خدا سے غافل ہو اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس لئے یہ کہنا سکھایا کہ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ دنیا میں جو کام ہوتے ہیں خدا ہی کے فضل سے اسی کے قوانین کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہدایت کی راہوں پر چلیگا تو ہدایت پائیگا۔ اگر ضلالت کی راہیں اختیار کریگا۔ تو ہلاکت میں پڑے گا۔ اسی لئے فرمایا۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ پھر یہ دکھانے کے لئے کہ انسان اگر ترقی کرے تو کہاں تک کر سکتا ہے اور اس کا معبود و مطلوب کس عظمت و شان کا ہے یہ پڑھا جاتا ہے واشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ کہ وہ سودا جب ترقی دیتا ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان بنا دیتا ہے۔ عیسائیوں کے لئے تو مشکل تھی۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ انسان ماں کے پیٹ سے ہی گنہگار پیدا ہوتا ہے اور وہ پاک نہیں ہو سکتا اور آریوں نے بھی اسے جونوں کے چکر میں ڈالا اور انسان سے پھر حیوان بنایا ہے لیکن مسلمانوں کا خدا تو قادر مطلق خدا ہے اور ان کے سامنے جس انسان کا اعلےٰ نمونہ پیش کیا گیا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا عدیم المثال برگزیدہ ہے پس اگر یہ کسل سے کام لیں تو ان پر افسوس ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ غیر قومیں سستی سے کام لیتیں۔ مگر برخلاف اس کے خود مسلمان سست ہو رہے ہیں حالانکہ تمام کامیابیوں کی راہیں ان کے آگے کھولدی گئیں اور پھر نمونہ بھی بتا دیا۔ میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار رکھنے کے لئے ان آیات و خطبہ میں تمام راہیں بتا دی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کے دن بھی پڑھا جاتا ہے جسمیں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور پھر اس اجتماع کے وقت جو گو بظاہر ایک مرد و عورت کا ہے مگر درحقیقت ان سے کئی انسانوں کی نسل چلنی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو ان راہوں پر بڑی توجہ سے چلنا چاہیئے۔ اور خدا کا شکر بجالانا چاہیئے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہر صدی پر خدا کے فرستادے آتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا تعلق خدا سے بالخصوص ہے کیونکہ علاج اسی عضو کا ہوتا ہے جو جسم کے ساتھ ہو۔ جو انگلی کٹ چکی ہو اس کٹے ہوئے ٹکڑے کو کوئی شفاخانہ میں نہیں لے جاتا بلکہ اسی کا علاج ہوتا ہے جس کا تعلق جسم سے قائم ہو۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے گھروں میں جنتی زندگی پیدا کریں۔ فقط

یہ خطبہ اس تقریب پر ہے کہ منشی عبد الحق صاحب پوسٹماسٹر ٹن جو حضرت مولانا نور الدین صاحب کے برادرزادہ مولوی دار علی صاحب میانی کے فرزند اکبر ہیں ان کا نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی بھانجی کے ساتھ دو سو روپیہ مہر پر قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو مبارک کرے اور ان کو ان برکات سے متمتع کرے جو اس تعلق میں مقصود شارع ہیں۔ اللھم آمین

حاجی حج کر آئے

حاجی پیر غلام غوث محمد صاحب قریشی ساکن گوبکی اور حافظ حاجی احمد اللہ صاحب ناگپوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین کی طرف سے حج کرنے گئے تھے۔ جو بخیر و عافیت واپس آ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس سال اور کئی احمدی بھی حج سے مشرف ہوئے۔ مثلاً مستری موسیٰ صاحب لاہور

مردم شماری

۱۰۔ ۱۱۔ مارچ کی شب مردم شماری ہو گئی اس رات بارش ہو رہی تھی اس لئے پڑتال کنندوں کو بہت دقت پیش آئی۔

جمعہ کے دن سے لیکر منگل کی صبح تک برابر بارش ہوتی رہی ژالہ باری بھی ہوئی پھاگن میں ساون بھادوں کا نظارہ دیکھا اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

جنازہ غائب

حضرت اقدس ع کے لنگرخانہ کے باورچی میاں کریم بخش صاحب بھی آج ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار رہے۔ مرحوم اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور مرتے دم بھی آرزو کی کہ مجھے حضور مغفور کے قدموں میں دفن کیا جاوے احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا

قائل نہیں قاتل

ہائے حسین رض مظلوم ٹریکٹ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شیعہ تھے۔ ۴ جلد کے لئے ۳ کے ٹکٹ۔ ملنے کا پتہ۔ خادم حسین خادم۔ لال کوٹھی۔ سول لائن۔ دہلی

۱۱۳

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ چوبیسواں ۲۴

بقیہ رکوع نمبر ۱۹

بقیہ ۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء سورہ حٰم السجدہ رکوع ۵

گذشتہ سے پیوستہ

اب اسی بات کو دوسرے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ کفار مشرکین کہتے تھے کہ یہ معبود ہمارے خدا کی صفات کے مظاہر ہیں۔ چنانچہ سورج و چاند کو نُورِ خدا کا مظہر جانتے ہیں۔ اہل پارس کے نزدیک ان کی ایسی عظمت تھی کہ وہ دنیا کے تمام پیش آمدہ واقعات کو انہی چیزوں کیطرف منسوب کرتے۔ اور یہ غلطی ان کے لٹریچر میں ایسی داخل ہوئی کہ بڑے بڑے موحد مسلمانوں کو یہ لفظ صرف زبان کے لحاظ سے استعمال کرنے پڑے۔ فلک بامن چہ کردی۔

خدا نے فرمایا کہ یہ تو صرف نشان ہیں یعنی ان سے خداوند زمین و آسمان کی قدرتوں کا علم ہوتا ہے پس عبادت اسی کی چاہیئے۔

استکبروا۔ تکبر کے معنے۔ بطر الحق وغمط الناس۔ حق کو پھینک دینا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

یسبحون۔ تسبیح۔ خدا کے تمام صفات کو نقصوں سے پاک بیان کرنا اور تقدیس خدا کے تمام افعال کو نقصوں سے پاک جاننا۔

خاشعۃ۔ دبی پڑی۔ خشک۔

علی کل شیئ قدیر۔ ہر ایک چاہی ہوئی بات پر قادر ہے۔ شاء یشاء۔ شیئاً مصدر ہے یہی معنے صحیح ہیں۔

قرآن مجید میں دو قسم کے دلائل قیامت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں ایک امکانی یعنی یہ امر ہو سکتا ہے۔ دوم فعلی۔ یعنی یہ ثابت کرنا کہ یقیناً ہوگی یہ اون لوگوں کا جواب ہے۔ کہ جو امکان قیامت تو مانتے ہیں۔ مگر اس کا وقوع ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ دلیل جو اس آیت میں بیان کی ہے۔ امکانی ہے۔

یلحدون۔ الحاد۔ ایک چیز کو اپنے اصل رستے سے پھیر کر ادھر اُدھر لے جانے کو کہتے ہیں

اٰمناً۔ امن والا (نہ امن دینے والا)

بالذکر۔ ہر چیز کے نام مختلف وجوہات سے رکھے جاتے ہیں۔ قرآن کا نام ذکر ہے۔ مفسرین نے اس کی دو وجہیں لکھی ہیں ایک تو اس لئے کہ ایک مسئلہ کو بار بار یاد دلاتا ہے۔ دوم یہ کہ فطرت انسانی میں جو باتیں رکھی گئی ہیں ان کو یاد دلاتا ہے ایسا ہی جو تعلیم پہلی الہامی کتابوں میں نازل ہو کر بھول چکی ہے اس کو یاد دلاتا ہے۔

لا یاتیہ الباطل۔ باطل اور حق کا مقابلہ تھا اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ پس اس آیت میں فرمایا کہ نہ باطل پہلے غالب ہو سکا نہ اب ہوگا نہ آیندہ کسی زمانہ میں ہوگا۔ علوم کس قدر ترقی کریں۔ قرآن کی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں پڑیگا۔

لذو مغفرۃ۔ یہ معنے نہیں کہ کفار کو یونہی بخشدیگا بلکہ یعفوا عن کثیر اس کی شان ہے چنانچہ اسی لئے آگے ذو عقاب فرمایا۔

لولا فصلت آیتہ۔ کتاب فصلت آیاتہ اور کتاباً مفصلاً کے معنے اسی سے حل ہو گئے کہ عربی زبان میں ہونے کا نام مفصل ہے کیونکہ عرب دوسری قوموں کو عجمی سمجھتے۔

ینادون من مکان بعید۔ ایک معنے یہ کہ قیامت کے دن دُور سے پکارے جائینگے یعنی خدا کے نزدیک نہ آنے پائیں گے۔ دوم یہ کہ اس وقت ان کی یہ حالت ہے کہ جیسے دور سے کوئی آواز آئے۔ تو کچھ ٹھیک سمجھ نہیں پڑتی اسی طرح قرآن کو نہیں سمجھتے۔

۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۴۔ ۲۵۔ رکوع نمبر ۱)

(سورہ حٰم السجدہ رکوع نمبر ۶)

نبی وحدت قائم کرنے کے لئے آتا ہے مگر بدقسمتی سے ایک گروہ اس کو خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے فاختلف فیہ۔ اس اختلاف وخلاف ورزی کا انجام ظاہر ہے کہ وہ ناکام غرق ہوئے۔ اس میں سمجھایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بھی ایک کتاب نازل ہوئی ہے اب اس میں اختلاف کرنے کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

ولولا کلمۃ سبقت من ربک۔ یہ عذاب فوری طور پر نہ آنے کی وجہ بتائی کفار کہتے۔ کہ پھر قرآن مجید کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہم پر ابھی سے عذاب کیوں نازل نہیں ہوتا۔ فرمایا۔ کہ ایک کلام پہلے وارد ہو چکی ہے۔ ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔

(۲) ماکان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون۔ ہمارے مفسرین مسئلہ استغفار میں بہت حیران ہوئے ہیں کہ مشرک کا فر کی شان ہی نہیں کہ استغفار کرے۔ اور اس کی استغفار مقبول نہیں اس بات پر وہ معذور ہیں۔ کیونکہ اونہوں نے کسی ملہم کا زمانہ نہیں دیکھا۔ عذاب کے نشان ظاہر ہونے یا قریب آگئے پر بڑے بڑے کفار شوخی وشرارت چھوڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ہم نے کئی منکران مہدویت کو دیکھا ہے کہ وہ تہجد کی نمازوں میں عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے۔

تیسری وجہ عذاب رُکنے کی اور بھی بتائی ہے وہ یہ کہ انہی لوگوں میں سے کئی اسلام کو قبول کرنے والے ہیں یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے یہ بڑے بڑے شدید کافر تھوڑے سے حالات بدلنے پر مومن ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مدینہ تشریف لے گئے۔ تو اسی مکہ کے رہنے والوں میں سے سینکڑوں مسلمان ہو گئے کئی ایسے مسلمان تھے۔ جو ہجرت کرنے

پر قادر نہ تھے اس واسطے بھی عذاب رُکا رہا۔ آخر جب یہ سب مرحلے طے ہو چکے تو پھر عذاب بھی آیا اور عذاب آنے سے پہلے بہت سا حصہ ان کفار کا مسلمان ہوگیا۔ ان حضرت موسیٰ کی قوم میں سے ایسے لوگ نہ تھے اس لئے انپر ایسا عذاب آیا کہ وہ ہلاک ہوگئے۔

منہ ۔ اس شر و پیشگوئی سے۔

مریب ۔ ریب کہتے ہیں اضطراب اور ہلاکت کو وہ شک میں ہیں ایسے شک میں ہیں جو اضطراب میں رکھنے والا ہے یا جو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

فلنفسہ ۔ اس کا فائدہ اس کی جان کے لئے ہے۔

فعلیہا ۔ اس کا نقصان اس کی جان پر ہے۔

چوں کہ اس جگہ اعتراض کا موقعہ تھا۔ کہ دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں پھر یہ کہ ہمارے باپ دادا پر بھی ایسی ایسی مصیبتیں نازل ہوتی رہی ہیں اس کے جواب میں فرمایا کہ تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہر ایک اپنی بد عملی کا نتیجہ بھگتتا ہے۔ ہمارے مفسرین ما ربک بظلام للعبید میں بہت حیران ہوئے ہیں کہ ظلام نہیں تو کیا ظالم ہے؟ بزرگان خدا نے یہ خیال نہیں کیا کہ دوسرے مقام پر صراحتاً ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اللہ ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ ولا یظلمون فتیلاً۔ نص صریح کو اشارۃ النص پر بہر حال ترجیح ہے اور یہاں تو ان کے قول کو رد کیا گیا ہے کہ تم اس اعتراض سے گویا خدا کو ظلام بناتے ہو حالاں کہ وہ ظلام کیا بلکہ ظالم بھی نہیں

یہاں چوبیسویں پارہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز پارہ پچیسواں

اب ایک اور سوال اُٹھا کہ اچھا عذاب آئیگا تو کب آئے گا۔ فرماتا ہے۔

الیہ یرد علم الساعۃ ۔ الساعت کے معنے مفسرین بالاتفاق قیامت لیتے ہیں لیکن قرآن مجید کے ماقبل مابعد سیاق سباق دیکھنے سے واضح ہے کہ الساعت سے مراد وہ گھڑی ہے جسمیں کسی قوم پر عام تباہی و ہمہ گیر آفت آوے۔

اکمامہا ۔ کم عربی زبان میں آستین کو کہتے ہیں کیوں کہ یہ کلائی کو چھپانے والی ہے اس لئے میووں اور خوشوں کے غلاف کا نام اکمام ہے۔

من ثمرات ۔ من تمیم کے لئے ہے اس کے معنے "دو" غلط ہیں بلکہ معنے ہیں۔ نہیں نکلتا کوئی بھی پھل۔

تجربہ کر کے دیکھ لو انسان پر خواہ کس قدر مصیبت آوے وہ بظاہر یہی کہتا ہے کہ میرا کوئی قصور نہیں۔ مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر گویا خدا پر بھی معترض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سمجھایا کہ پھلوں کا معاملہ دیکھو۔ پکنے سے پہلے کتنے پھل ضائع ہوتے ہیں اور بعض میں پک کر کیڑا لگ جاتا ہے پس جو گرتا ہے یا جو ضائع ہوتا ہے ضرور اس کے اندر کوئی نقص ہوتا ہے ایسا ہی انسان جبھی تباہ ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی نقص ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کی ابتدا منی کے کیڑوں سے ہے۔ اب خدا ہی جانتا ہے کہ وہ آخر میں کس طرز و پایہ کا انسان ہوگا اور وہی اس کی استعداد و حالت کے مطابق پرورش کرتا ہے اب اگر اس میں کوئی نقص ہوتا ہے تو ضائع ہوتا ہے۔

ما منا من شہید ۔ اس دنیا میں بھی یہ نظارہ دیکھ لو۔ جب عذاب آجائے۔ وہی شریر جو دوسروں کو اُکساتے رہتے ہیں اس وقت الگ ہو جاتے ہیں

ضل ۔ کھو جائیگا۔ گم ہو جائیگا۔

ظنوا ۔ ظن کے معنے مفسرین یقین کے لیتے ہیں۔ دراصل اس موقعہ و محل کے مناسب ظن یقین کا فائدہ دیتا ہے۔

محیص ۔ مصدر ہے بمعنے خلاصی

لا یسئم ۔ نہیں تھکتا۔

فیؤس ۔ عام طور پر انسان سختی اور مصیبت کے وقت نا اُمید ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن کبھی نا اُمید نہ ہو۔ ایمان بین الخوف والرجاء۔ ہوتا ہے۔

ھذا لی ۔ یعنے یہ مجھ پر فضل نہیں ہوا بلکہ میرا حق ہے اور میں اس کا مستحق تھا۔ ایک ملازم تنخواہ لینے کے وقت سوداگر نفع لیتے ہوئے یہی سمجھتا ہے یہ میری محنت کا نتیجہ ہے مگر یہ نہیں سوچتا کہ سب اسباب اور کام کرنے والے اعضاء سب اسی سچے مولیٰ کے دئے ہوئے ہیں

للحسنیٰ ۔ حالۃ حسنیٰ۔ اچھی حالت ہے۔ جیسے عام طور پر بعض لوگ کہتے ہیں۔ شکر خوروں کو شکر مل ہی جاتی ہے۔

نا بجانبہ ۔ ناٰ کے معنے دور ہونے کے ہیں۔ دُور ہو جاتا ہے اپنے پہلو کے ساتھ۔ جب انسان کسی کو ملتا ہے۔ تو پہلو ملا دیتا ہے اور جب ہٹتا ہے تو پہلو ہٹا لیتا ہے۔ (۲) ب برائے تعدیہ دُور کر دیتا ہے اپنے پہلو کو دونو معنے صحیح ہیں۔

فذو دعاء عریض ۔ سعید انسان وہ ہے۔ جو مس شر سے پہلے دُعا کرے۔ دنیا میں بھی یہ نمونہ دیکھ لو۔ اگر مصیبت میں گرفتار ہو کر اور حاجت مند بن کر کوئی کسی کے پاس جائے اور اس کی تعریف و تعظیم کرے تو چنداں اثر نہیں ہوتا لیکن اگر غرض سے پہلے کوئی کسی کی تعظیم و تعریف کرے تو ضرور اس کا خیال ہو جاتا ہے

ارایتم ۔ کیا تم نے دیکھا ہے۔ بامحاورہ اس کے معنے ہیں بتاؤ تو سہی (اخبرونی)

ان کان ۔ جس بات کو شروع کیا اسی پر آگیا کہ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہو (جس کو تم سننے نہیں دیتے اور مقابلہ کر رہے ہو)

ثمّ ۔ جیسے دیر کے اظہار کے لئے آتا ہے ایسا ہی مرتبہ میں فرق کے اظہار کے واسطے بھی آتا ہے ثم لا کر جتایا کہ یہ بہت ہی مستبعد بات ہے کہ خدا کی طرف سے کتاب آوے اور پھر اس کا انکار کیا جاوے۔

من اضل منکم کی بجائے ممن ھو فی شقاق بعید وجہ ضلالت بیان کرنے کے واسطے فرمایا۔ کہ اضل اس لئے کہ وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے

فی انفسہم ۔ یہ اس لئے کہ انسان عالم صغیر ہے۔ پس اس کے نشان جیسے آفاق میں ہیں خود انسان کے اندر بھی ظاہر ہوں گے۔

اولم یکف ۔ مخالف باوجود تبین حق کے کہ سکتا ہے کہ حق ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے فرمایا کہ ان کو بکنے دو۔ خدا ان کو سزا دیگا وہ خوب جانتا ہے کہ انپر اب حق کا انکشاف ہو چکا ہے۔

فی مریۃ ۔ تمام جرائم اور شرارتوں کی جڑ یہی ہے کہ خدا کے حضور حاضر ہونے سے شک میں رہے۔

محیط ۔ یہ مطلب نہین کہ چادر کی طرح لپٹا ہے بلکہ یہ کہ ہر چیز اس کے قابو مین ہے۔

مورّخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۱۱ع

(پارہ ۲۵ ۔ رکوع ۲)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۱)

اس سورۃ کا نام شوریٰ ہے ۔ حالاں کہ اس مین مشورہ کا حکم کھلا کھلا نہین ۔ جیسے وشاورھم فی الامر وغیرہ ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ ایک شوریٰ کے جواب مین نازل ہوئی ہے ۔ مکہ مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت شروع کی ۔ تو کفار نے مقابلہ رسالتماب کے واسطے دار الندوہ مین مشورے شروع کئے ۔ جو اہم امور مین شوریٰ کرنے کے لئے مقرر تھا چون کہ خدا نے اس خفیہ مشورہ کی خبر دی اور پھر اس مشورے کو مقابل پیشگوئی کامیابی کی فرمائی اس لئے اس کا نام سورۃ شوریٰ رکھا۔

حٰمٓ ۔ مقطعات کے متعلق صحابہ سے مختلف روایات ہیں مگر ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے اسماء وصفات کی ان سے تعبیر کی گئی ہے ۔

ح ۔ حافظ الکتاب م ۔ منزل الکتاب

چنانچہ اس سورۃ مین کتاب اللہ کی حمایت وحفاظت ونزول کا ذکر ہے۔

عٓسٓقٓ ۔ عین سے تمام اسماء الٰہی مراد ہین ۔ جن کے پہلے ع آتا ہے ۔ جیسے علی علیم عظیم اور عزیز ۔ چنانچہ یہ سب نام اس سورۃ مین آئین گے اور ایسا مضمون آئیگا کہ اس سے خدا کا ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہوگا۔

س ۔ سے سمیع

ق ۔ سے قادر ۔ قدیر ۔ قہار ۔

اللہ ۔ اس اسم ذات کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ یہ کام جمیع صفات سلبی وثبوتی کا مظہر ہے۔

العزیز ۔ غالب ہر جو اس کا منشاء ہو پورا ہو کر رہتا ہے ۔

الحکیم ۔ اپنے منشاء کو حکمت بالغہ سے پورا کرتا ہے ۔

لہ ما فی السمٰوات ۔ اس مین سمجھایا کہ انسان جو کسی چیز کو روک یا پھیلا سکتا ہے تو اسباب ہی سے کام لیتا ہے ۔ پروردگار فرماتا ہے کہ جب سب کچھ خدا فرماتا ہے تو پھر اسی کے مقابل اسی کی چیزوں سے کیا مدد لے سکتے ہیں پس جب سب کچھ اسی کا ہے تو وہ ضرور اس اپنے مذہب کو تمام موانعات دور کر کے پھیلائے گا۔

یتفطرن ۔ پھٹ پڑے ۔ یہ مطلب نہین کہ آسمان ٹھوس چیز ہے اور وہ پھٹیگا ۔ بلکہ دو وجہ خدا نے یہ لفظ فرمایا ۔ (۱) پیشگوئی ہو چکی تھی کہ جب بادل پھٹے گا تو عمائد مکہ ہلاک ہون گے ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ ۔ جنگ بدر مین تین ظاہری اسباب فتح کے تھے۔

(۱) خدا نے زور کی بارش برسائی صحابہ کرام نے ایک گڑھا سا بنا کر پانی جمع کر لیا اور اس سے سب ضرورتین رفع کیں یہ ریتلی طرف تھی دوسری طرف کیچڑ ہو گیا ۔ دوم لڑائی صبح کے وقت ہوئی ۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرق کی طرف تھے ۔ کفار مغرب کی طرف ۔ سامنے آنکھوں پر سورج کی شعاعین پڑتین ۔ سوم ۔ ہوا تیز شروع ہو گئی ۔ جو مشرق سے مغرب کو چلتی اور ریت اڑ اڑ کر کفار کی آنکھون مین پڑتی ۔ اس کو قرآن شریف مین ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ سے بیان فرمایا گیا

پس اس امر کی طرف تکاد السمٰوات یتفطرن ۔ سے اشارہ فرمایا اور بادلون پر سماء کا اطلاق قرآن مجید میں اکثر جگہ ہوا ہے ۔ ونزلنا من السماء ماءً۔

یسبحون بحمد ربھم ۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ باوجود ان کی ایسی کرتوتون کے کہ قریب ہے آسمان پھٹ پڑے دیر کیون ہو رہی ہے ۔ فرمایا اس لئے کہ فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں اپنے رب کی حمد کہتے ہوئے اور زمین والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں اس تاخیر عذاب کی اور وجوہات پہلے میں بیان کر چکا ہوں ۔

دو آیتوں کے ملانے سے خوب معنے کھلتے ہیں ۔ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (۳) ۱۳ پارہ سورہ رعد رکوع ۲/۸ لہ معقبٰت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ۔

معقبات سے بعض مفسرین نے اعمال انسانی اور محققین نے فرشتے مراد لئے ہیں اس آیت سے ظاہر ہے کہ گناہ لازم کر دیتے ہیں عذاب کو مگر فرشتوں کے استغفار کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔

ھو الغفور الرحیم ۔ مغفرت دو طرح پر ہے ایک تو کہ ایک حد تک سزا سے مہلت دینا دوم ۔ بد نتائج سے محفوظ رکھنا اس مین توحید شرط ہے ۔ خدا تعالیٰ کی ایک رحمت جو ربوبیت کے ساتھ ہے وہ کفار تک وسیع ہے۔

اللہ حفیظ علیھم ۔ لہم نہیں فرمایا بلکہ علیھم اس کے یہ معنے ہیں کہ ان عملوں کو جو ان کی ہلاکت وضرر کا موجب ہیں اللہ محفوظ رکھتا ہے ۔ ل ۔ فائدہ کے لئے اور علیٰ ضرر کے لئے۔

کذلک ۔ جیسا کہ ہم نے ان کی سزا اپنے ذمہ رکھی ہے (کیونکہ انسان کے گناہونکا علم خدا ہی کو ہو سکتا ہے اور وہی پورے طور پر بیخ کنی کر سکتا ہے) اور یہ تم پر خدا کا فضل ہے اسی طرح تم پر یہ فضل بھی ہوا ہے کہ قرآن کو نازل کیا ۔ وہ بھی ام الالسنہ میں نہ صرف ام القریٰ کے انذار کے واسطے بلکہ تمام جہان کے لئے یہ بستی بطور مرکز کے ہے۔

یوم الجمع ۔ قیامت سے ڈرائے اور جنگ احزاب سے ۔ چنانچہ اسے جمع سے اور مقام میں تعبیر کیا ہے (۱) سیھزم الجمع ویولون الدبر (۳) جند ھنالک مھزوم من الاحزاب ۔

لجعلھم امۃ واحدۃ ۔ وہ لوگ کہتے کہ تم نے آکر تفرقہ ڈالدیا ۔ فرمایا یہ غلط ہے بلکہ ہم سب کو ایک مذہب پر جمع کر دیں گے (چنانچہ سارا جزیرہ عرب مسلمان ہو گیا) لیکن فی الحال اس میں تاخیر فرما دی ۔ کیون کہ رحمت مین داخل کرنے کے ارادے کو جذب کرنے کے کچھ اسباب بھی ہوتے ہین ۔ جب وہ اسباب پیدا ہو جائیں گے تو ایسا ہو جائے گا ۔ چنانچہ آخر ہوا۔

ما لھم من ولی ولا نصیر ۔ بعض اوقات رحمت میں خدا تعالیٰ دوسرے کی طفیل کر لیتا ہے ۔ جیسے کہ ابوھما صالحاً ۔ خضر وموسیٰ کے قصے مین آیا ہے لیکن یہ ایسے ظالم ہین کہ ان کا کوئی ناصر نہین ہو سکتا۔

یدخل من یشاء فی رحمتہ ۔ کے دو معنے ہیں اللہ داخل کرتا ہے اپنی رحمت میں اس شخص کو جو خدا کی رحمت چاہے اور اپنے مین رحمت کے جذب کرنے کے سامان پیدا کرے

اور دوسرے معنے یہ کہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔

وھو یحی الموتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ دینی کافروں کو مسلمان کر دیگا کیوں کہ وہ ہر چاہی ہوئی بات پر قادر ہے۔

مورخہ ۲۶ر فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ - رکوع ۳)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۲)

دو باتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اس شوریٰ کے متعلق جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفار نے کیا تھا۔ فرماتا ہے۔ کہ یہ جو تم نے اختلاف کیا اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہی اپنے فعل سے بتا دیگا کہ حق کس طرف ہے۔ دوم۔ قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب کسی لفظ کے کئی ایک معنے ہوں تو دوسرے معنوں کا بھی اگر کچھ مذہب سے تعلق ہے تو اس کا ذکر بھی آئے گا اور ان معنوں کے رُو سے بھی بحث ہوگی۔

اس اختلاف کا ذکر ہے۔ جو انبیاء کی تسلیم و شریعت کے متعلق بعض میں پیدا ہو جاتا ہے اس اختلاف کے مٹانے کا ایک ہی طریق ہے کہ ماموِر من اللہ حکم ہو کر آئے اور اس کی بیعت کر لی جاوے۔ ورنہ آپس کی بحثوں سے یہ مسائل حل نہیں ہوتے اسی لئے حکم الی اللہ فرمایا۔ گویا دونوں اختلافوں کا ذکر ہے۔ مشرکین مکہ و اہل کتاب۔

فاطر السموات والارض۔ اہل اسلام کی کامیابی۔ کفار کی ہلاکت دونوں باتوں کے لئے زمینی و آسمانی اسباب ہی کام دیں گے اس لئے فرمایا۔ کہ یہ سب چیزیں ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں اپنے منشاء کے مطابق ان سے کام لیں گے۔ کوئی ہمارے خلاف کوئی تدبیر کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

من انفسکم ازواجا۔ اسمیں بتایا کہ جیسے اللہ تعالیٰ اور جوڑے بنانے پر قادر ہے ایسا ہی وہ اس نبی کے ساتھ اس کی جان نثار قوم بھی پیدا کر دیگا۔

یذرؤکم۔ پھیلائے گا تم کو۔

فیہ۔ ہ کے مرجع میں اختلاف ہے۔ زمین ہو تو پھر ہا چاہیئے تھا۔ پس مفسرین کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ اسی کارخانہ زوجیت میں یعنے اسی زوج ہونے کے طریق سے پھیلائیگا۔

لیس کمثلہ شیئ۔ جب خدا نے ہر چیز کا زوج بنایا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا کے لئے بھی زوج ہے۔ فرمایا اس کی مثل کوئی چیز نہیں پس اس کا زوج کیسا۔

وھو السمیع البصیر۔ لیس کمثلہ سے یہ وہم ہوتا ہے۔ تو پھر کیا ہم سنتے ہیں۔ خدا سنتا نہیں ہم دیکھتے ہیں وہ دیکھتا نہیں۔ فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ سب صفات کاملہ اس میں ہیں مگر دوسروں کی مشابہت سے بالاتر۔

رایت ربی فی صورۃ امرد شاب لہ وفرۃ (۲) خلق اللہ آدم علی صورتہ ایسی حدیثوں کے معانی سمجھنے میں فرقہ مجسمیہ نے بہت غلطیاں کھائی ہیں

لہ مقالید۔ جب یہ ذکر ہوا کہ آسمان و زمین ہم نے پیدا کیا۔ تمھیں بڑھائیں گے پھیلائیں گے۔ تو سوال پیدا ہوا۔ جو عرب والوں کے دلوں میں اُٹھنا ممکن ہے کہ جب ہمارے اور بھائی بھی آ گئے تو کھائیں گے کہاں سے۔ کیوں کہ وہ ریگستان ملک تھا۔ فرمایا کہ تمہارا رزق بڑھائے گا اور دشمنوں کی جماعت گھٹائیگا۔ تو ان کا رزق بھی گھٹائیگا۔

شرع لکم۔ مقرر کیا ہے تمہارے لئے۔

وما وصینا بہ۔ آدم کی نسل میں سے جو عظیم الشان نبی آیا ہے وہ حضرت نوح ہیں ان کے بعد پھر حضرت ابراھیم۔ ان کے بعد حضرت موسےٰ۔ پھر ان کے بعد حضرت عیسیٰ۔ ان بڑوں بڑوں کا ذکر کر دیا کہ اس وقت کے مذاہب کے امام یہی تھے۔

نکتہ حضرت نوح و موسےٰ و ابراہیم علیہ السلام کے لئے وصیٰ آیا ہے اور نبی کریم کے لئے اوحینا۔ اس میں نکتہ یہ ہے۔ کہ جب امر دو باتوں تاکید (جس میں خلاف ورزی کا شبہ ہو) اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہو تو اسی وصیّ کہتے ہیں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان بتائی کہ تمہیں وہ دین دیا گیا جن پر بڑے بڑے اولوالعزم صاحب کتاب رُسل کو کاربند رہنے کا حکم تھا۔ چہ جائیکہ ان کی اُمت کو۔ گویا ایک طرف مُرسلان یزدانی کا ذکر ہے۔ دوسری طرف نبی کریم ؐ کی اُمت کا۔ چنانچہ رسُولوں سے عہد بھی لیا گیا

لتومنن بہ و لتنصرنہ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ اگر موسےٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میرے اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام قوموں تمام مکانوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا۔ کہ وحی کا حقیقی منصب اگر کسی کو دیا گیا تو خاتم النبیین کو۔ چنانچہ دوسرے رسُولوں کے متعلق اس تقابل میں وصیّ فرمایا۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ بلذات خیر۔ بالذات رسُول نبی کریم ہیں۔

من ینیب۔ یہ من یشاء کو کھول دیا ہے کہ کس کا اجتبا چاہتا ہے۔ فرمایا جو اس کی طرف جھکے۔ یجتبی الیہ۔ میں نبی اسرائیل کے اس سوال کا جواب بھی دے دیا۔ جو نبوت و وحی کا مستحق صرف اپنی ہی قوم کو سمجھتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہے۔ مصطفےٰ بنا دے۔

الی اجل مسمّی۔ چنانچہ جب وہ وقت مقرّر آیا۔ تو کچھ بلاوطن کئے گئے اور کچھ ہلاک ہوئے اور جو مسلمان ہونے تھے۔ وہ ہو گئے۔

من کتب۔ یعنی کتاب ہی کے معنے یعنی۔

لنا اعمالنا۔ ان اعمال کے نتائج سے پتہ لگ جاویگا کہ حق کس طرف ہو۔

یجمع۔ جمع کر دیگا۔ چنانچہ ایک وقت آیا۔ جب تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ دوم۔ قیامت کے دن ایسا ہو گا۔

یحاجون فی اللہ۔ خدا کے صفات مختصہ کا انکار۔ اس کے رسُولوں پر جو کلام نازل ہو۔ اس کے متعلق جھگڑا۔

بالحق۔ اس گڑی ہوئی چیز کو جس کے ساتھ کوئی ٹکر لگائے تو خود ہی تباہ ہو حق کہتے ہیں

المیزان۔ پہلی تعلیموں میں یہ نقص تھا کہ وہ تمام جہن یا تمام زمانوں کے مناسب حال نہ تھیں۔ فرمایا یہ کتاب ایسی ہو کہ ہر قوم ہر زمانہ کے مناسب حال ہے۔

وما یدریک۔ تم کیا جانتے ہو۔ الساعۃ۔ ان کی تباہی کا وقت۔

مشفقون۔ اشفاق کے معنے ڈر کے ہیں۔ یماردون۔ قرآن مجید کا یہ لفظ کئی طریق پر ہے ایک مقام میں ہے۔ فلا تکونن من الممترین۔ فلا تمار فیہم الا مراءً ظاھراً۔ مراء مصدر ہے یہاں جھگڑے کے معنے ہیں بس یہی معنے لئے جاوینگے۔

من الممترین کے معنے جھگڑا کرنے والا۔ (افکار تفسیر انتخاب الفرقان)